اسلام آباد/راولپنڈی/لاہور اور کراچی سے بیک وقت شائع ہونے والا کثیر الاشاعت مستند قومی اخبار
ABC Certified
Daily JINNAH Islamabad Rawalpindi
روزنامہ جناح

# اصلاح احوال اب بھی ممکن ہے (آخری حصہ)

فکرِ فردا

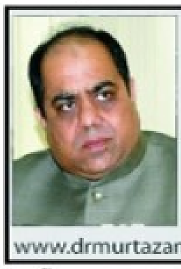

ڈاکٹر مُرتضیٰ مُغل
www.drmurtazamughal.org

انسان ابھی اس اعزاز سے پوری طرح لطف اندوز نہیں ہو پارہا۔ قافلہ انسانیت کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ شک وشبہات نے اجتماعی ضمیر مردہ کردیا ہے اور الہامی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے اس کے ضمیر کو جگانے والے تمام ذرائع بے اثر ہو رہے ہیں۔ آج کی ہر ترقی ایک نئی الجھن کی نشاندہی کرتی ہے۔ ہر ایجاد کسی نئی تباہی کا پیش خیمہ بن رہی ہے۔ ! محبان انسانیت کو آگے بڑھ کر رہنمائی کرنی چاہیے اور الہامی قوائد وضوابط کی تشہیر کرکے تیز رفتار گاڑی کو نیکی اور راست روی کی پٹڑی سے سرکنے نہیں دینا چاہیے۔ ورنہ طیش اور عیش، بیاسیت اور جہالت کی شیطانی قوتیں اس خوبصورت زمین کو جہنم بنادیں گی۔!

(بقول علامہ اقبال)

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کرنہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کرنہ سکا

پاکستان میں خیر کی قوتیں مغلوب کیوں؟ کسی بھی معاشرے اور تہذیب میں جب تک خیر کی قوتیں غالب رہتی ہیں معاشرے تباہ نہیں ہوتے۔ بداطمینانی نہیں پھیلتی اور انتشار گلی کوچوں میں ننگا نہیں ناچتا۔ ملک، سلطنت اقتدار اور اختیار یہ وہ انعامات ہیں جو فطرت خوش ہوکر کسی قوم ،گروہ یا فرد کیلئے ممکن بنادیتی ہے۔ لیکن جہاں یہ انعامات ہیں وہیں آزمائش بھی ہوتی ہے۔ پاکستان، ایک نیا ملک، ایک انعام تھا لیکن ہم نے اپنے زندہ ضمیروں کو ہوس اور لالچ کے ہتھوڑے مار مار کر ادھموا کردیا اور آج یہی انعام ہمارے لئے بہت بڑی آزمائش بن چکا ہے۔ جب گھر کے باسیوں کو اپنے گھر کے در ودیوار سے خوف آنے لگے تو اس سے بڑی آزمائش کیا ہوگی۔ دانشور اور غم خوار حلقے ہمیں کسی بڑے قومی حادثے سے بچانے کیلئے نت نئے فارمولے اور حل پیش کرتے ہیں۔ کوئی گڈ گورننس کی بات کرتا ہے۔ کسی کو صدارتی طرز حکومت میں مسائل حل ہوتے دکھائی دیتے ہیں، کئی مغربی جمہوریت ہی کو کامل حل ثابت کرتے ہیں۔ کسی کا خیال ہے کہ سخت ترین قانون ہمیں شیطانی بیماریوں سے نجات دلاسکتا ہے۔ کسی کو تمام مسائل کی جڑ فوجی اقتدار دکھائی دے رہا ہے۔ کوئی اسلامی انقلاب کا جھنڈا لہرانے میں نجات کی امید لگائے بیٹھا ہے۔ غرض جتنے ذہن ہیں اتنے ہی فارمولے گردش کررہے ہیں۔ پاکستان اس وقت عملی طور پر تیسری دنیا کا چوتھے نمبر کا ملک ہے جس میں ہر تخریبی قوت، ہر منفی جذبہ اور ہر شیطانی حربہ پوری طاقت اور قوت کیساتھ پھل پھول رہا ہے۔ شر کے مقابلے میں خیر دبکا بیٹھا ،منتظر فردا ہے۔!

وہ کونسا جذبہ ہے جو ہمیں جھوٹ بولنے سے روکے گا۔ جو ہمیں ذخیرہ اندوزی سے باز رکھ سکتا ہے۔ ہم کیوں ہوس پرستی چھوڑیں۔ کس کی خاطر بدعنوانی دھوکہ دہی ،بغض وعناد سے باز رہیں؟ منافقت ترک کریں؟ ایک دوسرے کو روندڈالنے کی روش ترک کرنے سے کیا حاصل ہوگا؟۔ ضمیر کو جگاڈالنے کا فائدہ کیا ہے؟ نت نئی فریب کاریاں کس کی خاطر چھوڑ دی جائیں؟۔ یہی وہ سوالات ہیں جو ہمیں بحیثیت قوم تذبذب میں مبتلا رکھتے ہیں اور ہم اپنی اس جنت نظیر سرزمین کو شیطانی جذبوں کے سبب جہنم زار بنارہے ہیں۔ کوئی قانون۔ کوئی ضابطہ، کوئی اتھارٹی، کوئی خوف اور کوئی شوق ہمیں اس وقت تک راہ راست پر نہیں لاسکتا جب تک ہم بحیثیت قوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے زندگی کے آغاز اور انجام کے بارے میں ارشاد فرمائے گئے احکامات پر کامل یقین پیدا نہیں کرتے۔ ارشاد ہوتا ہے جب مجھے یقین ہوگا کہ مجھے دنیا میں کئے گئے ہر عمل کا روز محشر حساب دینا ہے تو میں کسی سماجی قانون، کسی داروغے کے نہ ہوتے ہوئے بھی خیر پر کار بند رہوں گا۔ جب مجھے یقین ہوگا کہ شیطانی قوتوں کے تابع کئے گئے افعال مجھے دہکتی آگ میں جلائیں گے تو مجھے میرے اندر کا انسان برائیوں سے روکے گا۔ جب مجھے یقین ہوگا کہ رزق حلال کمانے سے مجھے جنت ملے گی جس میں میرے وہم وگمان سے بھی کہیں زیادہ نعمتیں مختص ہوں گی تو پھر میں چند اضافی ٹکوں کے عوض کسی کا حق نہیں ماروں گا۔ زندگی بعد از موت، جنت کا شوق اور دوزخ کا خوف، اللہ کی دوستی میں پختہ یقین اور اعمال نامے کی خوبصورتی، یہی وہ ایمان ہے یہی قرآنی تعلیمات ہیں جو ہر مذہب، ہر عقیدے میں تھوڑی بہت تبدیلیوں کے ساتھ ایک جیسے ہیں۔ اگر آج کا پاکستانی اپنے اپنے عقیدے کے مطابق الہامی تعلیمات پر کاربند ہوجائے تو شر کے ہاتھوں مغلوب یہی سولہ کروڑ انسان خیر کی بہت بڑی قوت بن جائیں گے۔ جب تک اکائی سیدھی نہیں ہوتی، اجتماعیت ٹیڑھی ہی رہے گی۔ اصلاح احوال کا واحد حل صالحیت میں ہے اور انسانی دل ودماغ زیادہ دیر تک صالح اعمال سے دور نہیں رہ سکتے۔ اس لئے میرا ایمان ہے کہ پاکستان کے تمام مسائل کا حل اب بھی ممکن ہے۔ شرط یہ ہے کہ ہر پاکستانی قرآن کی فطرتی تعلیمات سے جڑ جائے۔ اگر کوئی عیسائی ہے تو وہ حضرت عیسیٰ کی آفاقی ہدایات پر عمل کرکے کسی مذہب اور عقیدے نے جھوٹ کو نیکی قرار نہیں دیا، ظلم کو جواز نہیں بخشا، خیانت کو صلاحیت نہیں کہا۔ انسان دشمنی کو بہادری قرار نہیں دیا۔ کرپشن کو عزت کا موجب نہیں ٹھہرایا۔ ہم جان بوجھ کر اپنے ضمیر کو سلادیں اور قرآن وسنت سے دور ہوجائیں اور پھر ناکامیوں کا واویلا کریں تو اس سادگی پر شیطان بھی قہقے لگائے گا اور چیخ چیخ کر کہے گا۔

حیرت ہوتی ہے مجھے اس حضرت انسان پر اعمال بد تو خود کرے، لعنت کرے شیطان پر

DAILY
INTISAB INTERNATIONAL
ISLAMABAD
روزنامہ
انتساب
انٹرنیشنل
اسلام آباد
چیف ایڈیٹر
چوہدری اسد عباس
E-Mail:asadcki72@gmail.com
Website:http://dailyintisabinternational.com/

اشاعت خاص

# اصلاح احوال۔ اب بھی ممکن ہے

تحریر: ڈاکٹر مرتضیٰ مغل

**جب ضمیر سو جاتے ہیں تو الہامی کتب ہی انہیں جگا سکتی ہیں‘ آپ اپنے گھر سے سیکیورٹی آلارم کو ہٹا دیجئے یا اس کی تاریں کھینچ دیں تو پھر واردات کرنے والوں کو کوئی خطرہ نہیں رہتا‘ نہ آلارم بجے گا نہ آپ جاگیں گے**

**پاکستان اس وقت عملی طور پر تیسری دنیا کا چوتھے نمبر کا ملک ہے، جس میں ہر تخریبی قوت، ہر منفی جذبہ اور ہر شیطانی حربہ پوری طاقت اور قوت کیساتھ پھل پھول رہا ہے‘ شر کے مقابلے میں خیر دبکا بیٹھا، منتظر فردا ہے**

صدر پاکستان اکانومی واچ
گروپ کنٹری منیجر یونائیٹڈ انٹرنیشنل گروپ
کنوینر ایف پی سی سی آئی (سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی برائے انشورنس)

مسلسل اشاعت کے 80 سال
nawaiwaqt.com.pk
editor@nawaiwaqt.com.pk
@nawaiwaqt fb.com/nawaiwaqt

DAILY NAWA-I-WAQT LAHORE

روزنامہ نوائے وقت
بانی حمید نظامی مرحوم
معمار مجید نظامی مرحوم
ایڈیٹر رمیزہ مجید نظامی
راولپنڈی اسلام آباد

لاہور، کراچی، راولپنڈی/اسلام آباد، ملتان اور کوئٹہ سے بیک وقت شائع ہوتا ہے

جلد 65 | جمعۃ المبارک 30 شعبان 1441ھ 24 اپریل 2020ء، 11 ویساکھ 2077 ب | UAN111-2222-007 فون راولپنڈی: 5562676-77 اسلام آباد: 2202641-44 | قیمت 20 روپے | صفحات 10 | رجسٹرڈ نمبر پی ایل 003 | شمارہ 283

# اصلاح احوال، اب بھی ممکن ہے

## فکر فردا

ڈاکٹر مرتضیٰ مغل
drmurtazamughal@yahoo.com

ایسا کبھی ہوا نہیں کہ دنیا سے شر مکمل طور پر ختم ہو گیا ہو۔ انسان کے اندر شر کی قوتیں خیر کی طاقتوں سے ہمیشہ نبرد آزما رہتی ہیں۔ آپ اسے حضرت انسان کی فطرت کہہ سکتے ہیں۔ ان شر انگیز طاقتوں کو آپ ابلیسی فورسز کا عنوان دے سکتے ہیں۔ قرآن انہیں شیطانی طاقتوں کا نام دیتا ہے۔ ہر منفی سوچ، ہر تخریبی تصور، ہر انسان دشمن منصوبہ ابلیسی حربہ ہے۔ جہاں جہاں اس کا محل وقوع انسان کی اپنی ذات ہو، اس کا ماحول ہو، معاشرہ ہو یا سرزمین ہو، شیطان ہی کی کارستانی قرار پائے گی۔ ہوس، لالچ، ظلم، استبداد، بدعنوانی، بداخلاقی، بدعہدی، بے وفائی، دھوکہ دہی، فحاشی، سود خوری، بزدلی، منافقت، ہیجان انگیزی، خیانت، جھوٹ، فراڈ، بے اصولی، فریب کاری، بغض، دشمنی، انا پرستی، چوری، ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی، عداوت اور دہشت و بربریت یہ تمام وہ بیماریاں ہیں جنہیں شیطان نے ایجاد کیا ہے اور وہ کمال ہوشیاری کے ساتھ انسانی دل و دماغ میں ان کی پیوندکاری کرتا ہے اور انسان کو شر کے راستے پر ڈال دیتا ہے۔ ظلمت اور بے یقینی، مایوسی اور غفلت جیسے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر شیطان جب حملہ آور ہوتا ہے تو بڑے بڑے پختہ عزم انسان ریت کا ڈھیر ہو جاتے ہیں۔ شیطان کا تصور ہر مذہب اور عقیدے کے پیروکاروں میں اپنے اپنے ناموں اور حوالوں سے موجود ہے۔ قرآن نے اس تصور کو بڑے بلیغ پیرائے میں بیان فرمایا ہے۔ "بے شک شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن سمجھو۔" حدیث نبوی ہے "شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح گردش کرتے ہیں۔" لیکن فطرت نے انسان کو شیطان کے مقابلے میں تنہا نہیں چھوڑا۔ یہ ہرگز نہیں کہ انسان شیطان کے مقابلے میں بے بس پیدا کیا گیا ہے۔ خالق نے انسان کو پیدا کرتے وقت پانچ چھٹانک کے اس جسم کے اندر وہ آلہ لگا دیا ہے جو انسان کو قدم قدم پر آگاہ کرتا ہے کہ تم اب شیطانی قوت کے زیر اثر آ رہے ہو۔ جس طرح گاڑی اور جہاز چلنے سے پہلے سرخ رنگ کی بتی اور الارم بجنے شروع ہو جاتے ہیں اسی طرح انسان کے اندر ضمیر نام کا ایک الارم بجنا شروع ہو جاتا ہے۔ غافل سے غافل انسان بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسے اچھائی اور برائی میں تمیز نہیں ہے۔ وہ جنگل میں رہتا ہو یا بازاروں کے شور شرابے میں زندگی بسر کرتا ہو، حرف شناس ہو یا ان پڑھ ہو، رنگ، نسل، زبان اور عقیدے کی تفریق کے بغیر ہر ذی روح کو اسی لباس فطرت میں ڈھال کر ضمیر کا آلہ لگا کر بھیجا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے "ہم نے انسان کو پیدا کیا اور جانتے ہیں اس کا نفس جن وسوسوں سے دوچار رہتا ہے۔ ہم تو اس کی رگ حیات (شاہ رگ) سے بھی قریب تر ہیں۔"

قرآن نے احسن تقویم کا خطاب اسی انسان کو اس لئے عطا کیا ہے کہ وہ واحد جاندار ہے جو اچھائی اور برائی میں تمیز کر سکتا ہے۔ جس طرح شیطان شر کے ہتھکنڈوں سے مسلح ہے اسی طرح انسان اپنے ضمیر کی زبردست طاقت سے مزین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدائے آفرینش سے لیکر آج تک شر اور خیر باہم نبرد آزما رہتے ہیں۔ ایسا کبھی بھی کسی دور میں نہیں ہوا کہ شر غالب آ جائے اور خیر کی قوت مفقود ہو جائے۔ ایسا ہوتا تو انسانیت کا قافلہ کب کا راہ کے گرد و غبار میں کھو چکا ہوتا۔ آج ساڑھے سات ارب انسانوں کا وجود اس بات کا ثبوت ہے کہ خیر کی طاقتیں مفقود نہیں بلکہ موجود ہیں۔ بقول اقبال:

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

جب ضمیر سو جاتے ہیں تو الہامی کتب ہی انہیں جگا سکتی ہیں۔ آپ اپنے گھر سے سیکیورٹی الارم کو ہٹا دیجئے یا اس کی تاریں کاٹ دیں تو پھر واردات کرنے والوں کو کوئی خطرہ نہیں رہتا۔ الارم بجے گا نہ آپ جاگیں گے، نہ اپنے مال و اسباب کا تحفظ کر سکیں گے۔ نفسیاتی ماہرین کا کہنا ہے کہ انسان کو اگر مسلسل ایک ہی طرح کسی واقعہ پر ضمیر جھنجھوڑنے سے چوکنے کا عادی بنا دیا جائے تو انسان کا ضمیر سو جاتا ہے۔ یعنی الارم کا کنکشن کٹ گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ضمیر کبھی نہیں سوتا۔ دراصل انسان اپنے کان بند کر لیتا ہے۔ عیش اور عشرت، نفسانی دل و دماغ کی وہ دلدلیں ہیں جن میں دھنس کر انسان اپنے جاگتے ہوئے ضمیر کو بار بار سلانے کی پریکٹس کرتا ہے۔ شیطان کی جیت کا یہی منظر ہوتا ہے۔ یہ وہ حالت ہوتی ہے کہ انسان خود اپنے آپ کو مار دیتا ہے۔ وہ اس قدر شقی القلب ہو جاتا ہے کہ اپنی زندگی کے سب سے بڑے محافظ یعنی ضمیر کو اپنے ہاتھوں سے بے بس کر دیتا ہے۔ ایسی حالت سے نکلنے کیلئے ہی عقیدے اور ایمان کی ضرورت پڑتی ہے۔ خالق کائنات نے مردہ ضمیر انسانوں کو جگانے اور انہیں فطرت کی طرف لوٹانے کیلئے اپنے پسندیدہ انسانوں یعنی پیغمبروں کے ذریعے زندگی کی گائیڈ بکس اتاری ہیں۔ ارشاد ربانی ہے … مذہب، دین اور ایمان کوئی ایسی غیر ضروری یا ناقابل فہم اشیا نہیں ہیں جنہیں انسانی زندگی کا حصہ بنانے کیلئے اتارا گیا ہو۔ زندگی کی گاڑی کو کامیابی کی پٹڑی سے اترنے نہ دینے اور متعین وقت میں منزل تک پہنچانے کیلئے ضمیر کافی ہے لیکن چونکہ انسان اس الارم کو جان بوجھ کر سلا دیتا ہے اس لئے اسے واپس پٹڑی پر لانے کیلئے الہامی ہدایات کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس طرح کار بنانے والے کو علم ہے کہ کار کا میکنزم کیا ہوتا ہے اسی طرح انسان کے خالق کو علم ہے کہ انسان کی کامیابی کیلئے کون کون سی حدود و قیود اور کس طرح کی احتیاطی تدابیر کی ضرورت ہوگی۔ خالق کائنات نے بڑی محبت، انتہائی محبت اور بے پناہ چاہت کے ساتھ وحی کے ذریعے ہر امت ہر گروہ کیلئے ہدایات نازل فرمائی ہیں۔ ارشاد باری ہے "اور ہم نے بھیجے ہر قوم میں رسول تاکہ میری بندگی کرو اور طاغوت سے بچ کر رہو۔ پھر ان میں کچھ نے ہدایت پائی اور کچھ گمراہی پر قائم رہے۔" انسانیت کا اہم مسئلہ، بلکہ انسانیت کے سارے مسائل کی جڑ الہامی تعلیمات سے دوری ہے۔ الہامی تعلیمات سے گریز نے ہی آج کے انسان کو شیطانی قوتوں کے آگے بے بس بنا کر رکھ دیا ہے۔ سائنس اور سائنسی طرز فکر کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اس نے انسانی ذہنوں کو شک میں مبتلا کر دیا ہے۔ جب تک کسی معاملے میں انسان خود تجربات کر کے کسی نتیجے تک نہ پہنچے وہ معاملے کی صداقت اور حقانیت کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ انسانی ذہنوں نے وحی اور الہام کو بھی سائنس کی کسوٹی پر پرکھنے کی کوشش کی ہے۔ انسانی ذہن محسوسات تک محدود ہو گیا ہے۔ اس لئے وہ اللہ، رسول ﷺ اور کتاب اللہ جیسے الہامی حقائق کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ جبکہ الہامی ہدایات کا پہلا تقاضا یہی ہے کہ ان کی حقانیت میں رتی برابر شک نہ کیا جائے۔ حکم ہوا ہے "یہ وہ (قرآن) کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں" … طبیعات کے علم پر بھی بہت کام ہو رہا ہے اور امید رکھنی چاہئے کہ انسانیت اپنی انتہائی فطری بصیرت کے ذریعے اپنے خالق حقیقی کو جلد پہچان لے گی اور الہامی کتابوں اور ان کے ذریعے آنے والی کائناتی سچائیوں پر بحیثیت مجموعی ایمان لے آئے گی لیکن قافلہ انسانی ابھی شکوک و شبہات کے اندھیروں میں الجھا ہوا ہے۔ بظاہر انسان نے ستاروں پر کمندیں ڈال لی ہیں، اس نے سورج کی روشنی کو گرفتار کر لیا ہے، کائنات کے تحفظ کو ایک "چپ" میں سمو دیا ہے، کمپیوٹر سے آگے نینو ٹیکنالوجی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ لیکن اس سب علم و دانش، تحقیق اور تخلیق کے باوجود لائف مینوئل (الہامی ہدایات) کی سچائی پر ڈگمگاتا ایمان اسے تسخیر کائنات کیلئے یکسوئی مہیا نہیں کر رہا ہے۔ اور احسن تقویم کا جو اعزاز خالق ارض و سما نے عطا فرمایا ہے انسان ابھی اس اعزاز سے پوری طرح لطف اندوز نہیں ہو پا رہا۔ قافلہ انسانیت کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ شکوک و شبہات نے انسانی ضمیر مردہ کر دیا ہے اور الہامی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے اس کے ضمیر کو جگانے والے تمام ذرائع بے اثر ہو رہے ہیں۔ آج کی ہر ترقی ایک نئی الجھن کی نشاندہی کرتی ہے۔ ہر ایجاد کسی نئی تباہی کا پیش خیمہ بن رہی ہے۔ ایمان انسانیت کو آگے بڑھ کر رہنمائی کرنی چاہیے اور الہامی قواعد و ضوابط کی تشہیر کر کے تیز رفتار گاڑی کو نیکی اور راست روی کی پٹڑی سے سرکنے نہیں دینا چاہیے۔ ورنہ عیش، ہوس، سیاست اور جہالت کی شیطانی قوتیں اس خوبصورت زمین کو جہنم بنا دیں گی۔ (بقول علامہ اقبال)

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

پاکستان میں خیر کی قوتیں مغلوب کیوں ہیں؟ کسی بھی معاشرے اور تہذیب میں جب تک خیر کی قوتیں غالب رہتی ہیں معاشرے تباہ نہیں ہوتے۔ بداعمالیاں نہیں پھیلتیں اور انتشار گلی کوچوں میں ننگا نہیں ناچتا۔ ملک، سلطنت، اقتدار اور اختیار یہ انعامات ہیں جو فطرت خوش ہو کر کسی قوم، گروہ یا فرد کیلئے مختص کر دیتی ہے لیکن جہاں یہ انعامات ہیں وہیں آزمائش بھی ہوتی ہے۔ پاکستان ایک نیا ملک ایک انعام تھا لیکن ہم نے اپنے زندہ ضمیروں کو ہوس اور لالچ کے تحفظ سے مار مار کر مردہ کر دیا اور آج یہی انعام ہمارے لئے بہت بڑی آزمائش بن چکا ہے۔ جب گھر کے باسیوں کو اپنے گھر کے در و دیوار سے خوف آنے لگے تو اس سے بڑی آزمائش کیا ہوگی۔ دانشور اور علم و خرد کے حلقے ہمیں کسی بڑے قومی حادثے سے بچانے کیلئے نجات کے فارمولے اور حل پیش کرتے ہیں۔ کوئی گڈ گورننس کی بات کرتا ہے۔ کسی کو صدارتی طرز حکومت میں مسائل حل ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ کئی مغربی جمہوریت ہی کو کامل حل ثابت کرتے ہیں۔ کسی کا خیال ہے کہ سخت ترین قانون ہمیں شیطانی بیماریوں سے نجات دلا سکتا ہے۔ کسی کو تمام مسائل کی جڑ فوجی اقتدار دکھائی دے رہا ہے۔ کوئی اسلامی انقلاب کا جھنڈا لہرانے میں نجات کی امید لگائے بیٹھا ہے۔ غرض جتنے ذہن ہیں اتنے ہی فارمولے گردش کر رہے ہیں۔ پاکستان اس وقت عملی طور پر تیسری دنیا کا چوتھے نمبر کا ملک ہے جس میں ہر تخریبی قوت، ہر منفی جذبہ اور ہر شیطانی حربہ پوری طاقت اور قوت کے ساتھ پھل پھول رہا ہے۔ شر کے مقابلے میں خیر دبکا بیٹھا انتظار فرما رہا ہے۔

وہ کونسا جذبہ ہے جو ہمیں جھوٹ بولنے سے روک سکے گا، جو ہمیں ذخیرہ اندوزی سے باز رکھ سکتا ہے۔ ہم کیوں ہوس پرستی چھوڑیں؟ کس کی خاطر بدعنوانی، دھوکہ دہی، بغض، دشمنی، عداوت سے باز رہیں؟ منافقت ترک کریں؟ ایک دوسرے کو دھوکہ دینے والی روش ترک کرنے سے کیا حاصل ہوگا؟ ضمیر کو جگانے کا فائدہ کیا ہے؟ … کس کی خاطر چھوڑ دی جائیں؟ یہی وہ سوالات ہیں جو ہمیں بحیثیت قوم تذبذب میں مبتلا رکھتے ہیں اور ہم اپنی اس جنت نظیر سرزمین کو شیطانی جذبوں کے سبب جہنم زار بنا رہے ہیں۔ کوئی قانون، کوئی ضابطہ، کوئی اخلاقی … خوف اور کوئی خوشی ہمیں اس جہت تک … نہیں۔

لہٰذا جب تک ہم بحیثیت قوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے زندگی کے آغاز اور انجام کے بارے میں ارشاد فرمائے گئے احکامات پر کامل یقین پیدا نہیں کرتے … جب مجھے یقین ہوگا کہ مجھے دنیا میں کئے گئے ہر عمل کا روز محشر حساب دینا ہے تو میں کسی سماجی قانون … کے تحت … جب مجھے یقین ہوگا کہ شیطانی قوتوں کے تابع کئے گئے اعمال مجھے دوزخ کی آگ میں جلائیں گے … جب مجھے یقین ہوگا کہ رزق حلال کمانے سے مجھے جنت ملے گی جس میں میرے رب نے ہم دو گمان سے بھی کہیں زیادہ نعمتیں محفوظ کی ہوں گی تو پھر میں چند اضافی ٹکوں کے لالچ میں کسی کا حق نہیں ماروں گا۔ زندگی بعد از موت، جنت کا شوق اور دوزخ کا خوف … یہی وہ ایمان ہے جو قرآنی تعلیمات ہیں جو ہر مذہب ہر عقیدے میں تھوڑی بہت تبدیلیوں کے ساتھ ایک جیسے ہیں۔ اگر آج کا پاکستانی اپنے اپنے عقیدے کے مطابق الہامی تعلیمات پر کاربند ہو جائے تو شر کے ہاتھوں مغلوب ہمارے بائیس کروڑ انسان خیر کی بہت بڑی قوت بن جائیں گے۔ جب تک … اصلاح احوال کا واحد حل … اعمال سے دور نہیں رہ سکتے۔ اس لئے میرا ایمان ہے کہ پاکستان کے تمام مسائل کا حل اب بھی ممکن ہے۔ شرط یہ ہے کہ ہم پاکستانی قرآن کی فطری تعلیمات سے جڑ جائیں۔ اگر کوئی عیسائی ہے تو حضرت عیسیٰ کی آفاقی ہدایات پر عمل کرے۔ کسی مذہب اور عقیدے نے … نیکی قرار نہیں دیا، ظلم کو جائز نہیں … خیانت کو صلاحیت نہیں کہا۔ انسان دشمنی کو بہادری قرار نہیں دیا۔ کرپشن کو عزت کا موجب نہیں بنایا۔ ہم جان بوجھ کر اپنے ضمیر کو سلا دیں اور قرآن … سے دور ہو جائیں اور پھر ناکامیوں کا واویلا کریں تو … شیطان …

حیرت ہوتی ہے کہ مجھے اس حضرت انسان پر، اعمال بد تو خود کرے، لعنت کرے شیطان پر

اسلام آباد/راولپنڈی، لاہور اور کراچی سے بیک وقت شائع ہونے والا کثیر الاشاعت مستند قومی اخبار
ABC
Daily JINNAH Islamabad Rawalpindi
روزنامہ جناح

# صلاح احوال۔اب بھی ممکن ہے (حصہ اول)

ایسا کبھی ہوا نہیں کہ دنیا سے شر مکمل طور پر ختم ہوگیا ہو۔انسان کے اندر شر کی قوتیں خیر کی طاقتوں سے ہمیشہ نبرد آزما رہتی ہیں۔آپ اسے حضرت انسان کی فطرت کہہ سکتے ہیں۔ان شر انگیز طاقتوں کو آپ نیگیٹیو فورسز کا عنوان دے سکتے ہیں۔قرآن انہیں شیطانی طاقتوں کا نام دیتا ہے۔ہر منفی سوچ ،ہر تخریبی تصور ہر انسان دشمن منصوبہ ،ہر ابلیسی حربہ چاہے اس کا محل وقوع انسان کی اپنی ذات ہو ،اس کا ماحول ہو، ملک ہو یا سرزمین ہو، شیطان ہی کی کارستانی قرار پائے گی۔ہوس ،لالچ ،ظلم ،استبداد ،بدعنوانی ،بدامنی ،بدعہدی ،بے وفائی ،دھوکہ دہی ،نوسر بازی ،بزدلی ،منافقت ،ہیجان انگیزی ،خیانت ،جھوٹ ،فراڈ ،بے ادبی ،فریب کاری ،بغض و عناد ،انا پرستی ،چوری ،ڈاکہ زنی قتل و غارت اور وحشت و بربریت یہ تمام وہ بیماریاں ہیں جنہیں شیطان نے ایجاد کیا ہے اور وہ کمال ہوشیاری کیساتھ انسانی دل و دماغ میں ان کی پیوندکاری کرتا ہے اور انسان کو شر کے راستے پر ڈال دیتا ہے۔تشکک اور بے یقینی ،مایوسی اور غفلت جیسے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر شیطان جب حملہ آور ہوتا ہے تو بڑے بڑے پختہ عزم انسان ریت کا ڈھیر ہو جاتے ہیں۔شیطان کا تصور ہر مذہب اور عقیدے کے پیروکاروں میں اپنے اپنے ناموں اور حوالوں سے موجود ہے۔قرآن نے اس تصور کو بڑے بلیغ پیرائے میں بیان فرمایا ہے ۔"بے شک شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن سمجھو" حدیث نبوی ہے:"شیطانی وسوسے تمہارے وجود میں خون کی طرح گردش کرتے ہیں" لیکن فطرت نے انسان کو شیطان کے مقابلے میں تنہا نہیں چھوڑا ،یہ ہرگز نہیں کہ انسان شیطان کے مقابلے میں بے بس پیدا کیا گیا ہے۔خالق نے انسان کو پیدا کرتے وقت پانچ چھ فٹ قد کے اس جسم کے اندر ہی وہ آلہ لگا دیا ہے جو انسان کو قدم قدم پر آگاہ کرتا ہے کہ تم اب شیطانی قوت کے زیر اثر آرہے ہو۔جس طرح گاڑی اوور سپیڈ ہونے پر سرخ رنگ کی بتی اور آلارم بجنے شروع ہو جاتے ہیں اسی طرح انسان کے اندر ضمیر نام کا ایک آلارم بجنا شروع ہو جاتا ہے ۔غافل سے غافل انسان بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسے اچھائی اور برائی میں تمیز نہیں ہے۔وہ جنگل میں رہتا ہو ۔یا بازاروں کے شور شرابے میں زندگی بسر کرتا ہو حرف شناس ہو یا ان پڑھ۔رنگ ،نسل ،زبان اور عقیدے کی تفریق کے بغیر جو روح بھی لباس فطرت میں ڈھلی ہے اسے ضمیر کا آلہ لگا کر بھیجا گیا ہے۔ارشاد ہوتا ہے۔"ہم نے انسان کو پیدا کیا اور جانتے ہیں اس کا نفس جن وسوسوں سے دو چار رہتا ہے۔ہم تو اسکی رگ حیات (شاہ رگ) سے بھی قریب تر ہیں"

قرآن نے احسن تقویم کا ٹائٹل ہی انسان کو اسی لئے عطا کیا ہے کہ وہ واحد جاندار ہے جو اچھائی اور برائی میں تمیز کر سکتا ہے۔جس طرح شیطان منفی ہتھکنڈوں سے مسلح ہے اسی سطح انسان اپنے ضمیر کی زبردست طاقت سے مزین ہے۔یہی وجہ ہے کہ ابتدائے آفرینش سے لیکر آج تک شر اور خیر باہم نبرد آزما رہتے ہیں۔ایسا کبھی کسی دور میں نہیں ہوا کہ شر غالب آجائے اور خیر کی قوت مفتوح ہو جائے۔ایسا ہوتا تو انسانیت کا قافلہ بیچ راہ کے فنا ہو چکا ہوتا ۔آج ساڑھے چھ ارب انسانوں کا وجود اس بات کا ثبوت ہے کہ خیر کی طاقتیں مفقود نہیں بلکہ موجود ہیں۔بقول اقبال:

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

جب ضمیر سو جاتے ہیں تو الہامی کتب

فکرِ فردا
ڈاکٹر مرتضیٰ مغل
www.drmurtazamughal.org

ہی انہیں جگا سکتی ہیں: آپ اپنے گھر سے سیکیورٹی آلارم کو ہٹا دیجئے یا اس کی تاریں کھینچ دیں تو پھر واردات کرنے والوں کو کوئی خطرہ نہیں رہتا ۔نہ آلارم بجے گا نہ آپ جاگیں گے۔نہ اپنے مال و اسباب کا تحفظ کر سکیں گے۔نفسیاتی ماہرین کا کہنا ہے کہ انسان کو اگر مسلسل ایک ماہ تک کسی واقعہ پر ضمیر نہ جھنجھوڑے تو سمجھئے کہ انسان کا ضمیر سو رہا ہے۔یعنی الارم کا کنکشن کٹ گیا ہے ۔حقیقت یہ ہے کہ ضمیر کبھی نہیں سوتا ۔دراصل انسان اپنے کان بند کر لیتا ہے۔طیش اور عیش انسانی دل و دماغ کی دو ایسی حالتیں ہیں جن میں مبتلا ہو کر انسان اپنے جاگے ہوئے ضمیر کو بار بار سلانے کی پریکٹس کرتا ہے۔شیطان کی جیت کا یہ عجب منظر ہوتا ہے ۔یہ وہ حالت ہوتی ہے کہ انسان خود اپنے آپ کو مار رہا ہوتا ہے ۔وہ اس قدر شقی القلب ہو جاتا ہے کہ اپنی زندگی کے سب سے بڑے محافظ یعنی ضمیر کو اپنے ہاتھوں سے بے بس کر دیتا ہے ۔ایسی حالت سے نکلنے کیلئے ہی عقیدے اور ایمان کی ضرورت پڑتی ہے ۔خالق کائنات نے مردہ ضمیر انسانوں کو جگانے اور واپس فطرت کی طرف لوٹانے کیلئے اپنے پسندیدہ انسانوں یعنی پیغمبروں کے ذریعے زندگی کی گائیڈ بکس اتاری ہیں ۔ارشاد ربانی ہے: مذہب ،دین اور ایمان یہ کوئی ایسی غیر ضروری یا نمائشی اشیاء نہیں ہیں جنہیں انسانی زندگی کو محض زیبا بنانے کیلئے اتارا گیا ہو۔زندگی کی گاڑی کو کامیابی کی پٹڑی سے نہ اترنے دینا اور متعین وقت میں منزل تک پہنچا دینے کیلئے ضمیر کافی ہے لیکن چونکہ انسان اس آلارم کو جان بوجھ کر سلا دیتا ہے اس لئے اسے واپس پٹڑی پر لانے کیلئے الہامی ہدایات کی ضرورت ہوتی ہے۔جس طرح کار بنانے والے کو علم ہے کہ کار کا مینوئل کیا ہوگا ۔اسی طرح انسان کے خالق کو علم ہے کہ انسان کی کامیابی کیلئے کون کون سی حدود و قیود اور کس طرح کی احتیاطی تدابیر کی ضرورت ہوگی ۔خالق کائنات نے بڑی محنت ،انتہائی محبت اور بے پناہ چاہت کیساتھ وحی کے ذریعے ہر امت ہر گروہ کیلئے ہدایات نازل فرما دی ہیں ۔ارشاد ربانی ہے۔"اور ہم نے بھیجے ہر اُمت میں رسول تا کہ میری بندگی کرو اور طاغوت سے بچ کر رہو۔پھر ان میں کچھ نے ہدایت پائی اور کچھ گمراہی پر قائم رہے"انسانیت کا اہم مسئلہ :انسانیت کے سارے مسائل کی جڑ الہامی تعلیمات سے دوری ہے ۔الہامی تعلیمات سے گریز نے ہی آج کے انسان کو شیطانی قوتوں کے آگے بے بس بنا کر رکھ دیا ہے۔سائنس اور سائنسی طرز فکر کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اس نے انسانی ذہنوں کو شک میں مبتلا کر دیا ہے ۔جب تک کسی معاملے میں انسان خود تجربات کر کے کسی نتیجے تک نہ پہنچے وہ معاملے کی صداقت اور حقانیت کو تسلیم کرنے پر آمادہ ہی نہیں ہوتا ۔انسانی ذہنوں نے وحی اور الہام کو بھی سائنس کی کسوٹی پر پرکھنے کی کوشش کی ہے انسانی ذہن محسوسات تک محدود بنایا گیا ہے ۔اس لئے وہ اللہ ،رسول ﷺ اور کتاب اللہ ،جیسے الہامی حقائق کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتا ہے ۔جب کہ الہامی ہدایات کا پہلا تقاضا یہی ہے کہ ان کی حقانیت میں رتی برابر شک نہ کیا جائے ۔حکم ہوتا ہے۔"یہ وہ (قرآن) وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں" گو کہ اب مابعد طبیعات کے علم پر بھی بہت کام ہو رہا ہے اور امید رکھنی چاہیے کہ انسانیت اپنی اجتماعی فطرتی بصیرت کے ذریعے اپنے خالق حقیقی کو جلد پہچان لے گی اور الہامی کتابوں اور ان کے ذریعے پہنچنے والی کائناتی سچائیوں پر بحیثیت مجموعی ایمان لے آئے گی لیکن قافلہ انسانی ہنوز شبہات کے اندھیروں میں غلطاں و پیچاں ہے ۔بظاہر انسان نے ستاروں پر کمندیں ڈال لی ہیں ،سورج کی روشنی کو گرفتار کر لیا ہے ،کائنات کے مظاہر کو ایک "مٹھی" میں سمو دیا ہے ،کمپیوٹر سے آگے نینو ٹیکنالوجی کی طرف بڑھ رہا ہے۔لیکن اس سب علم و دانش ،تحقیق اور تخلیق کے باوجود لائف مینوئل (الہامی ہدایات) کی سچائی پر ڈگمگاتا ایمان اسے تسخیر کائنات کیلئے یکسوئی مہیا نہیں کر رہا ہے ۔اور احسن تقویم کا جو اعزاز فاطر ارض و سما نے عطا فرمایا ہے

(جاری ہے)